از عدالت عظمیٰ

ابراہم

بنام

ریاست راجستھان

[ایم۔ ہدایت اللہ اور این۔ راجگو پالا آیانگر، جے۔]

فارنرز ایکٹ، 1946 (1946 کا 31)، سیکشن۔2(ا)3.9 اور 14- جرم کے وقت کے سلسلے میں فیصلہ کرنا ہوگا کہ آیا کوئی شخص غیر ملکی ہے- یہ حقیقت کہ وہ جرم کے وقت سے پہلے غیر ملکی نہیں تھا، مادی نہیں-ملزم شہریت ایکٹ، 1955 (1955 کا ایل وی آئی) پر ثبوت کی ذمہ داری۔سیکشن۔9(2) .

اپیل کنندہ، ایک پاکستانی شہری اصل میں پاکستانی پاسپورٹ پر اور ویزا کی طاقت پر ہندوستان آیا تھا۔ وہ ہندوستان میں زیادہ قیام پذیر پایا گیا اور اسے 21 اپریل 1957 کو ملک بدر کر دیا گیا۔اس کے بعد اسے دوبارہ ہندوستان میں ملنے پر اس پر دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاسپورٹ کے بغیر ہندوستان میں داخل ہونے کے جرم کا الزام عائد کیا گیا۔(2)(a) فارنرز ایکٹ، 1946۔ان کا دفاع یہ تھا کہ وہ اپنی پیدائش سے ہی ہندوستان میں تھے اور یہ کہ جس شخص کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اسے 1957 میں ملک

بدر کیا گیا تھا وہ کوئی اور تھا نہ کہ وہ۔ٹرائل کورٹ نے اس دفاع کو قبول کر لیا اور اسے بری کر دیا۔ریاست نے ہائی کورٹ میں اپیل کی اور ہائی کورٹ نے نچلی عدالت کے فیصلے کو پلٹ دیا اور اسے الزام عائد کیے گئے جرم کا مجرم قرار دیا۔موجودہ اپیل اس عدالت کی طرف سے دی گئی خصوصی اجازت پر دائر کی گئی تھی۔

اپیل کنندہ کی پہلی دلیل یہ تھی کہ ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کی شناخت کے معاملے پر ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو تبدیل کرنے میں غلطی کی تھی۔دوم یہ سیکشن کے تحت پیش کیا گیا تھا۔2 (2)19 جنوری 1957 کو نافذ ہونے والی ترمیم سے پہلے غیر ملکی قانون کے تحت اپیل کنندہ اگرچہ پاکستانی شہری تھا لیکن وہ "غیر ملکی" نہیں تھا اور اس لیے اس تاریخ سے پہلے ہندوستان میں اس کا داخلہ جرم نہیں ہوگا۔یہ مزید دعوی کیا گیا کہ عدالتوں کو یہ طے کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے کہ آیا اپیل کنندہ دفعہ کی شق کی وجہ سے غیر ملکی تھا یا نہیں۔9(2) انڈین سٹیزن شپ ایکٹ 1955۔

منعقد:اپیل کنندہ وہ شخص تھا جسے 21 اپریل 1957 کو ملک بدر کیا گیا تھا اور اس کی شناخت کے سوال پر ہائی کورٹ کا نتیجہ درست تھا۔

(ii)اگر جرم کے ارتکاب کی تاریخ کو کوئی شخص "غیر ملکی" ہے جیسا کہ ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے،تو اس کے لیے یہ کہنا کوئی بہانہ نہیں ہوگا کہ اس سے پہلے کی تاریخ کو وہ غیر ملکی نہیں تھا۔چونکہ اپیل کنندہ کو اپریل 1957 میں ملک بدر کیا گیا تھا اور وہ بعد میں پاسپورٹ کے بغیر ہندوستان واپس آیا تھا،اس لیے وہ 19 جنوری 1957 کو نافذ ہونے والی ترمیم کی شق کے تحت غیر ملکی تھا جس نے دفعہ کے تحت جرم کیا تھا۔3 فارنرز ایکٹ۔

(iii) سیکشن کے تحت۔9 فارنرز ایکٹ کی ذمہ داری اس شخص پر ہے جس پر ایکٹ کے تحت الزام لگایا گیا ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ وہ غیر ملکی نہیں ہے۔ یہ صرف اس صورت میں ہے جہاں اس بات کا ثبوت موجود ہو کہ ایک شخص ہندوستان کے شہری کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے غیر ملکی ریاست کی شہریت حاصل کرنے کی وجہ سے اپنی ہندوستانی شہریت کھو دی ہے۔9 (2) شہریت قانون پیدا ہوتا ہے۔ موجودہ معاملے میں اپیل کنندہ ایک پاکستانی شہری اصل میں پاکستانی پاسپورٹ کے ساتھ ہندوستان آیا تھا اور اپریل 1957 میں اس کی ملک بدری کے بعد وہ پاسپورٹ کے بغیر ہندوستان واپس آیا اور اس لیے وہ درخواست نہیں کر سکتا۔9 (2) شہریت قانون اور اس نے دفعہ کے تحت جرم کیا تھا۔3 (2) (a) فارنرز ایکٹ۔

مجرمانہ اپیل کا عدالتی فیصلہ: مجرمانہ اپیل نمبر 14 آف 1963۔1961 کی ڈی بی فوجداری اپیل نمبر 502 میں راجستھان ہائی کورٹ کے 9 نومبر 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

ایس شوکت حسین، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

جواب دہندہ کی طرف سے ایچ آر کھنہ اور ایس پی نائر۔

24 مارچ 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

آیانگر، جے ۔- اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، جودھ پور کی ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف، سیکشن کی خلاف ورزی کے لیے اپیل کنندہ کی سزا کی قانونی حیثیت کو غور کے لیے

اٹھاتی ہے۔3 فارنرز ایکٹ (1946 کا ایکٹ XXXI) جو سیکشن کے تحت جرم ہے۔14 اس قانون سے۔سیکشن کا متعلقہ حصہ۔3 قانون سازی:-

.3"(1) مرکزی حکومت حکم کے ذریعے، عام طور پر یا تمام غیر ملکیوں کے حوالے سے یا کسی خاص غیر ملکی یا کسی مقرر کردہ طبقے یا غیر ملکیوں کی تفصیل کے حوالے سے، ہندوستان میں غیر ملکیوں کے داخلے کو منظّم کرنے یا محدود کرنے یا وہاں سے دوسری روانگی یا ان کی موجودگی یا وہاں مسلسل موجودگی پر پابندی لگانے کے لیے التزام کرسکتی ہے۔

(2) خاص طور پر اور مذکورہ بالا طاقت کی عامیت پر تعصب کے بغیر، اس سیکشن کے تحت دیئے گئے احکامات فراہم کرسکتے ہیں کہ غیر ملکی:-

(a) ہندوستان میں داخل نہیں ہوگا یا صرف ایسے اوقات اور اس طرح کے راستے سے اور ایسی بندرگاہ یا جگہ پر ہندوستان میں داخل ہوگا اور آمد پر ایسی شرائط کی پابندی کے تابع ہوگا جو مقرر کی جائیں۔

دفعہ 14 میں لکھا ہے:

".14 اگر کوئی شخص اس ایکٹ کی دفعات یا اس کے تحت بنائے گئے کسی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے، یا اس ایکٹ یا اس طرح کے حکم کی پیروی میں دی گئی کسی ہدایت کی خلاف ورزی کرتا ہے، تو اسے ایک مدت کے لیے قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت پانچ سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر اس شخص نے سیکشن 3 کی ذیلی دفعہ (2) کی شق (ایف) کے مطابق بانڈ داخل کیا ہے تو اس کا بانڈ ضبط ہوجائے گا، اور اس

سے پابند کوئی بھی شخص اس کا جرمانہ ادا کرے گا، یا سزا سنانے والی عدالت کے اطمینان کے لیے وجہ ظاہر کرے گا کہ ایسا جرمانہ کیوں ادا نہیں کیا جانا چاہیے۔

اپیل کو جنم دینے والے حقائق مختصر طور پر یہ ہیں: استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ اپیل کنندہ ابراہیم، بیٹا میرو جو بیکانیر ڈویژن کے راج گڑھ کا رہائشی ہے، ایک پاکستانی شہری تھا جو اصل میں 1954 میں اسے جاری کیے گئے پاکستانی پاسپورٹ پر اور دسمبر 1956 میں دیے گئے ویزا کی طاقت پر ہندوستان آیا تھا۔ اس کے بعد وہ 18 فروری 1957 سے ہندوستان میں زیادہ قیام پذیر پایا گیا اور اس کے بعد مارچ 1957 میں اس کی ملک بدری کا حکم منظور کیا گیا۔ اس حکم کو نافذ کیا گیا اور 21 اپریل 1957 کو انہیں ہندوستانی پولیس حکام چیک پوسٹ منا باؤ پر پاکستان کی سرحد پار لے گئے اور ملک بدر کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ واقعات پیش آئے جنہوں نے موجودہ کارروائی کو جنم دیا ہے۔ پاکستان میں اس کی ملک بدری کے بعد اور اس تاریخ پر جس کے بارے میں استغاثہ کو کوئی معلومات نہیں تھی، اپیل کنندہ، ہندوستانی حکام سے ناواقف، خفیہ طور پر ہندوستان آنے میں کامیاب ہو گیا اور وہ دوبارہ راج گڑھ میں پایا گیا۔ چورو کے سب انسپکٹر نے اسے وہاں دیکھ کر راج گڑھ کے اسٹیشن ہاؤس آفیسر کو ایک رپورٹ دی جس کے ذریعے اس نے مؤخر الذکر کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی کہ اپیل کنندہ جسے جلاوطن کر دیا گیا تھا وہ سرحد عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ گنگا نگر کی طرف سے اور ہندوستان میں دوبارہ داخل ہوا اور اس نے کارروائی کرنے کے مقصد سے یہ بات اپنے نوٹس میں لائی۔ اس کے بعد ملزم کو گرفتار کر لیا گیا اور اس پر دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاس اسپورٹ کے بغیر ہندوستان میں داخل ہونے کے جرم کا الزام عائد کیا گیا۔ 3(2)((a) فارنرز ایکٹ۔

اپیل کنندہ کا دفاع آسان تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ پیدائش سے ہی ہر وقت ہندوستان میں

رہے ہیں، کبھی پاکستان نہیں گئے تھے اور اس لیے 1957 میں کبھی بھی پاکستانی پاسپورٹ کے ساتھ یہاں نہیں آئے تھے، انہیں کبھی وہاں سے جلاوطن نہیں کیا گیا تھا اور اس لیے ان کے پاسپورٹ کے بغیر ہندوستان میں داخل ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں، ان کا دفاع یہ تھا کہ وہ وہ شخص نہیں تھا جو 1957 میں آیا تھا اور اسے اپریل 1957 میں پاکستان جلاوطن کر دیا گیا تھا۔

ان کے مقدمے کی حمایت میں استغاثہ نے حکومت کے اس حکم کو ثابت کیا جس کے ذریعے راج گڑھ کے میرو کے بیٹے ابراہیم کو ملک بدر کرنے کی ہدایت کی گئی تھی جس میں اس کے پاسپورٹ کے ساتھ ہندوستان آنے اور ویزا کے ذریعے اجازت شدہ وقت سے زیادہ قیام کرنے کا حوالہ ملتا ہے، امیگریشن چیک پوسٹ، منا باؤ کی 21 اپریل 1957 کی جنرل ڈائری جس میں کہا گیا تھا کہ 21 اپریل 1957 کو ملک بدر ہونے والا ابراہیم ایک ہیڈ کانسٹیبل کے ساتھ آیا تھا اور ملک بدری کا حکم نافذ کیا گیا تھا، اور چیک پوسٹ کے ملک بدری رجسٹر میں ایک اندراج جس میں پاکستانی پاسپورٹ کی تاریخ اور نمبر اور اس اختیار کی مفاہمت کی گئی تھی جس کے ذریعے ملک بدری کا حکم منظور کیا گیا تھا اور اصل ملک بدری پر عمل درآمد کیا گیا تھا۔ ان دستاویزات میں مذکور ابراہیم کے ساتھ اپیل کنندہ کی شناخت قائم کرنے کے لیے استغاثہ نے دو گواہوں کی جانچ پڑتال کی۔ شیورتن جو متعلقہ تاریخ (پی ڈبلیو 2) پر منا باؤ چیک پوسٹ کے پولیس انسپکٹر انچارج تھے اور گووند سنگھ جو چورو میں پولیس لائنوں پر تعینات ایک چپراسی تھے اور جو ہیڈ کانسٹیبل دوبے سنگھ کے ساتھ تھے جب ابراہیم کو راج گڑھ سے منا باؤ کی چیک پوسٹ پر جلاوطن کرنے کے لیے لے جایا گیا تھا۔ ان دونوں گواہوں نے اپیل کنندہ ابراہیم کی شناخت کی جو عدالت میں موجود تھا جسے انہوں نے ملک بدری کے حکم پر عمل درآمد کے لیے سرحدی چیک پوسٹ پر دیکھا تھا۔ تاہم، ماہر مجسٹریٹ شناخت کے اس ثبوت سے مطمئن نہیں تھا، کیونکہ اس کا

خیال تھا کہ 4 سال کے وقفے کے بعد، دونوں استغاثہ گواہ-- P.Ws 2 اور 3 پر یقین نہیں کیا جا سکتا جب انہوں نے کہا کہ انہیں یاد ہے کہ اپیل کنندہ ابراہیم تھا جسے انہوں نے چیک پوسٹ پر جلاوطن ہوتے دیکھا تھا۔ مجسٹریٹ نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ دستاویزات میں سے ایک میں ابراہیم کے والد کے نام میں کچھ تضاد ہے جو ان کے مطابق اپیل گزار کے والد کے نام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ان بنیادوں پر مجسٹریٹ نے ملزم کو بری کر دیا۔

مدعا علیہ ریاست نے بری کیے جانے کے اس حکم کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی اور معزز ججوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ اپیل کنندہ کی پی ڈبلیو ایس 2 اور 3 کے ذریعے ابراہیم کے طور پر شناخت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا جسے انہوں نے جلاوطن کر دیا تھا، بری کیے جانے کے حکم کو الٹ دیا اور اپیل کنندہ کو الزام عائد کیے گئے جرم کا مجرم قرار دیا اور اسے قید کی سزا سنائی۔ ہائی کورٹ کے اس فیصلے سے ہی موجودہ اپیل اس عدالت کی طرف سے دی گئی اجازت کے مطابق دائر کی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کے ماہر وکیل کی طرف سے زور دیا گیا پہلا نقطہ ابراہیم کے ساتھ اپیل کنندہ کی شناخت کے حوالے سے تھا۔ اس پر ہم کافی مطمئن ہیں کہ فاضل ججوں نے مقدمے کے شواہد کی تعریف میں درست تھے۔ پی ڈبلیو 2 اور 3 دونوں گواہ سرکاری ملازم ہیں اور اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ اپیل کنندہ کے خلاف جھوٹی گواہی دیں۔ جن دستاویزات کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے ان میں ملک بدر کیے گئے شخص کا نام ابراہیم، اس کے والد کا نام میرو بتایا گیا ہے اور اس کے علاوہ، ان میں اس کی عمر 27 بتائی گئی ہے جو اپیل گزار کی تفصیل سے ملتی جلتی ہے۔ واحد نقطہ جو فاضل وکیل نے تجویز کیا تھا وہ سابق میں تھا۔ پی-آئی-چیک پوسٹ پر ملک بدری کا رجسٹر-ابراہیم کے والد کا نام مورو کے طور پر درج

کیا گیا تھا نہ کہ میرو کے طور پر۔ تاہم، جب دلائل کے دوران فاضل وکیل کی طرف اشارہ کیا گیا کہ اردو میں لکھے گئے ان الفاظ کے انگریزی میں غلط ترجمہ ہونے کا امکان ہے تو فاضل وکیل اس نکتے پر قائم نہیں رہے۔ اگر اس وقت 27 سالہ ابراہیم ولد میرو کو ملک بدر کیا گیا تھا اور اس میں ایسے شواہد پیش کیے گئے ہیں جو ہائی کورٹ نے قبول کر لیے ہیں کہ یہ اپیل کنندہ ہی تھا جسے سابقہ موقع پر ملک بدر کیا گیا تھا، تو ہمیں شناخت کے اس سوال کے حوالے سے دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ملتی ہے۔

فاضل وکیل کی دوسری پیشکش اس حقیقت پر مبنی تھی کہ سیکشن کے تحت۔ 2(ا) فارنرز ایکٹ، 1946، جیسا کہ اصل میں نافذ کیا گیا تھا، پاکستان کا شہری جو برطانوی دولت مشترکہ کا رکن تھا، اس ایکٹ کے تحت "غیر ملکی" نہیں تھا اور یہ کہ پاکستان کے شہری صرف 1957 کے سنٹرل ایکٹ الیون کے ذریعے کی گئی ترمیم کی وجہ سے "غیر ملکی" بن گئے جو 19 جنوری 1957 کو نافذ ہوا۔ اس خصوصیت پر مبنی دلیل مندرجہ ذیل تھی: ایک ایسا شخص جسے دفعہ کی خلاف ورزی کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ 3 فارنرز ایکٹ کا صرف ایک "غیر ملکی" ہے۔ یہاں تک کہ استغاثہ کے مقدمے کے مطابق اپیل کنندہ 1954 میں جاری کیے گئے پاکستانی پاسپورٹ کی طاقت پر اور دسمبر 1956 کے ویزا کے تحت ہندوستان آیا تھا۔ اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ 19 جنوری 1957 سے پہلے ہندوستان میں داخل ہو چکا تھا۔ اس تاریخ کو وہ غیر ملکی نہیں تھا، حالانکہ پاکستانی تھا، کیونکہ وہ دولت مشترکہ کے ملک کا شہری تھا۔ قانوناً وہ بعد میں "غیر ملکی" نہیں بن سکتا تھا اور اس کے خلاف اس بنیاد پر کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ "غیر ملکی" بن گیا تھا۔ ہمیں اس پیشکش میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ فارنرز ایکٹ کو پہلی نظر میں پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر جرم کے ارتکاب کی تاریخ پر کوئی شخص "غیر ملکی" ہے، جیسا کہ ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے، تو اس کے لیے یہ کہنا کوئی بہانہ نہیں ہوگا کہ اس سے پہلے کی تاریخ پر وہ غیر ملکی نہیں تھا۔ تاہم، اس نکتے پر مزید

غور کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ، سب سے پہلے، ہمارے سامنے ریکارڈ پر کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل کنندہ 19 جنوری 1957 سے پہلے ہندوستان میں داخل ہوا تھا۔ لیکن اگر اس کے پاس اجازت بھی تھا تو اس کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ ملک بدری کا سابقہ حکم جو مارچ/اپریل 1957 میں منظور کیا گیا تھا وہ ایک غلط حکم تھا اور یہ یقینی طور پر کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس سے ہم فکرمند ہیں، کیونکہ یہ مشترکہ بنیاد ہے، اگر اپیل کنندہ کی شناخت قائم کی جاتی ہے، کہ اپیل کنندہ کو اپریل 1957 میں پاکستان بھیج دیا گیا تھا۔ وہ اپریل 1957 کے بعد ہی ہندوستان آ سکتا تھا اور اگر وہ آیا تو یہ بھی عام بات ہے کہ وہ پاسپورٹ کے بغیر آیا تھا۔ جیسا کہ وہ جس تاریخ کو آ سکتے تھے وہ یقینی طور پر اپریل 1957 کے بعد تھی جس تاریخ تک وہ پہنچ چکے تھے۔ 2 (ا) "غیر ملکی" کی تعریف پر مشتمل فارنرز ایکٹ میں ترمیم کی گئی تھی، اپیل کنندہ غیر ملکی تھا جب وہ سیکشن کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درست پاسپورٹ اور ویزا کے بغیر ہندوستان آیا تھا۔ 3 فارنرز ایکٹ، اور یہ وہ جرم ہے جس کے ساتھ اب اس پر الزام لگایا جا رہا ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اس نقطہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

آخر میں، یہ پیش کیا گیا کہ عدالتوں کو یہ طے کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہو سکتا کہ آیا اپیل کنندہ "غیر ملکی" ہے اور اس سلسلے میں ان کا دائرہ اختیار سیکشن کی دفعات سے روک دیا گیا ہے۔ 9 (2) شہریت قانون، 1955۔ یہ دلیل قانونی حیثیت کی غلط فہمی پر آگے بڑھتی ہے۔ سب سے پہلے، سیکشن کے تحت۔ 9 فارنرز ایکٹ کی ذمہ داری اس شخص پر ہے جو اس ایکٹ کے تحت ملزم ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ وہ غیر ملکی نہیں ہے۔ موجودہ معاملے میں ایک بار جب اپریل 1957 کے جلاوطن شخص کے ساتھ اپیل کنندہ کی شناخت کی عدم موجودگی سے متعلق عرضی کو مسترد کر دیا گیا تو یہ تجویز نہیں کیا جا سکتا کہ اپیل کنندہ کبھی ہندوستانی شہری تھا۔ یہ صرف وہیں ہے جہاں اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک شخص

ہندوستان کا شہری ہے اور یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے کسی غیر ملکی ریاست کی شہریت حاصل کرنے کی وجہ سے اپنی ہندوستانی شہریت کھودی ہے کہ وہ سیکشن کی دفعات کو استعمال کرنے پر سوال اٹھاتے ہیں۔9 (2) سٹیزن شپ ایکٹ کا نفاذ ہوتا ہے۔ یہاں ایسا نہیں ہے۔استغاستہ کا معاملہ یہ تھا کہ اپیل کنندہ ایک پاکستانی شہری تھا جو 1957 میں ایک درست پاکستانی پاسپورٹ پر ہندوستان آیا تھا اور اسے اپریل 1957 میں قانونی طور پر ہندوستان سے باہر جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ان حقائق پر سیکشن کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔9 (2) شہریت کے قانون کو نافذ کیا جا رہا ہے یا نافذ کیا جا رہا ہے۔الزام عائد کیا گیا جرم یہ تھا کہ ایک بار ہندوستان سے باہر جلاوطن ہونے کے بعد، وہ سیکشن کے پروویژن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مناسب سفری دستاویزات کے بغیر دوبارہ ہندوستان میں داخل ہوا۔3(2)(a) فارنرز ایکٹ۔

ایک اور نقطہ تھا جس کا ذکر فاضل وکیل نے کیا تھا لیکن جسے ہم نے اسے بحث کرنے کی اجازت نہیں دی۔فاضل وکیل نے کہا کہ اب جو حکم منظور کیا گیا ہے وہ ریاستی حکومت کی طرف سے تھا اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ مرکزی حکومت نے یہ اختیار ریاستی حکومت کو سونپا تھا۔سیکشن کی شرائط کے پیش نظر نقطہ بے بنیاد ہونے کے علاوہ۔3 (2)(ا) ہم نے پہلے اخذ کیا ہے، اور وہ جرم جس کے ساتھ اپیل کنندہ پر الزام عائد کیا گیا تھا، تفویض کے بارے میں اس نکتے پر درج ذیل عدالتوں میں کبھی زور نہیں دیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں دفعہ 12 تفویض کے نسبت کوئی شہادت نہیں دیا گیا۔ اگر موجودہ مقدمے میں استغاثہ کو برقرار رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا۔ چونکہ یہ نقطہ درج ذیل عدالتوں میں نہیں اٹھایا گیا تھا، اس لیے ہم نے ماہر وکیل کو اپنے سامنے اسے اٹھانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ فاضل ججوں کا موقف درست تھا کہ استغاثہ نے ملزم کے خلاف عائد جرم کو ثابت کیا تھا۔

اپیل میں کوئی میرٹ نہیں ہے جو ناکام ہو اور مسترد ہو جائے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document